مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوّت

کراچی

اصل مقصد اللہ کی بندگی

اللہ کو راضی کیا جائے اللہ تعالیٰ نے جو زندگی دی ہے صلاحیتیں دی انہیں ہم ایسے کاموں میں استعمال کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو اور زندگی کا مقصد پورا ہو۔

مولانا ابوالحسن علی ندوی کا خطاب

جلد ۳

۲۵ جمادی الاول تا یکم جمادی الثانی ۱۴۰۵ھ ، ۱۶ تا ۲۲ فروری

شمارہ ۳۵

خصائلِ نبویؐ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی چاشت کی نماز

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ

فقہا اور محدثین کے نزدیک صبح کے بعد مکروہ وقت نکل جانے کے بعد سے زوال تک سب صلوٰۃ الضحیٰ کہلاتی ہے۔ لیکن صوفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے یہاں یہ دو۲ نمازیں ہیں۔ ایک اشراق کی نماز کہلاتی ہے دوسری چاشت کی نماز کہلاتی ہے۔ چوتھائی دن تک اشراق کا وقت رہتا ہے۔ اور چوتھائی کے بعد سے نصف النہار تک چاشت کا وقت ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی وہ روایت جو گزشتہ باب کے اخیر میں ذکر کی گئی ہے۔ اور ایسے ہی اور دیگر روایات صوفیہ رضؓ کا ماخذ ہیں۔ صلوٰۃ الضحیٰ میں علماء کا بہت اختلاف ہے۔ شراح حدیث نے اس میں علماء کے آٹھ مذہب لکھے ہیں۔ حنفیہ کے نزدیک یہ نماز مستحب ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ اس نماز کے بارے میں بہت کثرت سے روایات وارد ہوئی ہیں۔ انیس۱۹ حضرات صحابہ کرام رضؓ سے اس نماز کی حدیثیں نقل کی گئی ہیں۔ اور اوجز میں پچیس۲۵ حضرات صحابہ کرام رضؓ کی روایات ذکر کی گئی ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی ہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ آدمی میں تین سو ساٹھ۳۶۰ جوڑ ہیں۔ ہر جوڑ پر روزانہ ایک صدقہ لازم ہوتا ہے۔ یعنی اس کے شکر میں کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے اس کو صحیح سالم اپنی وضع پر رکھا انگلی ہی کا ایک جوڑ دیکھ لیجئے اگر جدا ہو جائے تو انگلی بے کار ہے وہ بجائے نرم ہونے کے سخت بن جائے تو انگلی حرکت کر سکے نہ کسی چیز کو پکڑ سکے وغیرہ وغیرہ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صدقے گنوائے ہیں کہ ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنا بھی ایک قسم کا صدقہ ہے، الحمد للہ کہنا بھی وغیرہ وغیرہ۔ پھر ارشاد فرمایا کہ چاشت کی دو۲ رکعت ان تین سو ساٹھ جوڑوں کی سب کی طرف سے صدقہ ہے۔ مصنف رحؒ نے اس میں آٹھ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔

۱۔ حدثنا محمود بن غیلان حدثنا ابوداؤد ـــــ الطیالسی حدثنا شعبۃ عن یزید الرشک قال سمعت معاذۃ قالت قلت لعائشۃ اکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الضحیٰ قالت نعم اربع رکعات و یزید ماشاء اللہ عزوجل

۱۔ معاذہ رضؓ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز پڑھتے تھے۔ انھوں نے فرمایا کہاں چار رکعت (کم سے کم) پڑھتے تھے اور اس سے زائد جتنا دل چاہتا پڑھ لیتے۔

فائدہ صلوٰۃ الضحیٰ نوافل ہیں اس لیے کم سے کم دو رکعت اور زیادہ جتنا دل چاہے پڑھے کوئی انتہا نہیں لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بارہ رکعات تک پڑھنا ثابت ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آٹھ ہی رکعت کا ثبوت ہے۔ البتہ ترغیب بارہ۱۲ رکعات تک وارد ہوئی ہے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

جلد نمبر ۳

ختم نبوت

شمارہ نمبر ۳۵

فہرست

۱	خصائل نبوی ۔ حضرت شیخ الحدیث رح	۲
۲	گلدستۂ معرفت ۔ مولانا سید حسین مدظلہ	۴
۳	ابتدائیہ ۔ سعید احمد جلالپوری	۵
۴	مسلمانوں سے خطاب ۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی	۶
۵	آپ کے مسائل کا جواب ۔ مولانا محمد یوسف لدھیانوی	۱۰
۶	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غیروں کی نظر میں	۱۲
۷	اسلامی معاشرہ کی ضرورت ۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی	۱۵
۸	نفاذ اسلام کیلئے چند تجاویز ۔ محمد سمیع اللہ	۱۸

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خان محمد صاحب
دامت برکاتہم سجادہ نشین
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

فی پرچہ

دو روپیہ

فون نمبر

۷۱۱۶۷۱

بدل اشتراک

سالانہ ــــ ۷۰ روپے
ششماہی ــــ ۴۰ روپے
سہ ماہی ــــ ۲۰ روپے

مدیر مسئول

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت

مفتی احمد الرحمٰن
مولانا محمد یوسف لدھیانوی
ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر
مولانا بدیع الزمان
مولانا منظور احمد الحسینی

شعبہ کتابت

محمد عبدالستار واحدی
امجد محمود

ناشر

عبدالرحمٰن یعقوب باوا
طابع: کلیم الحسن نقوی انجمن پریس کراچی
مقام اشاعت: ۲۰/A ساشرو مینشن
ایم ۔ اے جناح روڈ ۔ کراچی ۔

بدل اشتراک

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب	۲۱۰ روپے
کویت، اومان، شارجہ، دوبئی، اردن اور شام	۲۳۵ روپے
یورپ	۲۹۵ روپے
آسٹریلیا، امریکہ، کینیڈا	۲۷۰ روپے
افریقہ	۳۱۰ روپے
افغانستان، ہندوستان	۱۶۵ روپے

رابطہ دفتر

مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۳

ملفوظات

حضرت اقدس سید حسین صاحب مدظلہ علی گڑھ فرمایا۔
خلیفہ مجاز حضرت مولانا مسیح اللہ صاحب

گلدستہ معرفت

یہ غفلت کیسی

فرمایا کہ صبح مرغِ خانگی کے بانگ دینے پر معاً یہ خیال اس طرف منتقل ہوا کہ ہم نے تو ایک پیالی چائے پی لی ہے مگر یہ بیچارہ سردی میں آنکھ کھلتے ہی بھوکے پیٹ حق تعالیٰ کی یاد اپنی زبان میں کر رہا ہے، اور مسلسل بانگ پر بانگ دیئے جارہا ہے۔ دیکھئے یہ بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اور ابھی نہ کچھ کھایا نہ پیا اور اپنے مالک وخالق کو یاد کئے جارہا ہے جب کہ اس کو یہ بھی یقین ہے کہ اس کے عارضی مالک اسے کس وقت ایک مٹھی دانہ دیں گے (کیونکہ حدیث میں ہے کہ سوائے سرکش انسان وجنات کے تمام مخلوق صبح کو اپنے رب کی تحمید اور تسبیح کرتی ہے)

ہم کہنے کو انسان اور تمام مخلوق میں اشرف، مگر ایسے وقت بھی جب کہ رب العزت آسمانِ دنیا پر تشریف فرما ہیں، اکثر سوتے ہوتے ہیں۔ افسوس کہ چہار طرف یہ انسانوں کا مجمع پڑا سورہا ہے اور حیوانات و پرند بیدار و باذکر ہیں، تو گویا ہم اپنے مالک و خالق کی یاد میں ان جانوروں سے بھی کمتر نکلے۔ کیا یہی عرفانِ حق ہے، جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم کو سکھلا کر گئے ہیں؟

بے دینی و الحاد کا تیزی سے پھیلنا، نئی نئی بیماریوں کی افزائش، انواع واقسام کے حادثات و واقعات پچھلے چالیس پچاس سال میں تیزی سے رونما ہوچکے ہیں جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی کے عین موافق ہیں۔ ابھی وقت ہے کہ ذکر و توبہ اور ندامت والے کچھ پیدا ہوجائیں تو انشاءاللہ کایا پلٹ سکتی ہے۔

فرمایا کہ حق تعالیٰ جس پر خصوصی کرم فرماتے ہیں اس کی حاجات کو براہ راست پورا فرماتے رہتے ہیں، ان کی غیرت اس کی متقاضی نہیں ہوتی کہ اپنے بندۂ خاص کی حاجات کو دوسرے بندگانِ ضعیف کے حوالے کردیں، کیونکہ وہ بندے خود ہی حاجات میں گھرے ہوتے ہیں۔ ایسے بندگانِ خاص میں بھی غیرتِ الٰہی کا پرتو ہوتا ہے اور اسی وجہ سے اپنی حاجاتِ فانی کو بہ سبب غیرت کسی اور پر ظاہر نہیں کرتے بلکہ ان کا وظیفہ یہی ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ ہی سے سوال کرتے رہتے ہیں کہ اس میں اظہارِ بندگی بھی ہے، دعا بھی ہے اور حق تعالیٰ کے ساتھ ایک ربط خاص بھی ہے جو کہ سومرادوں کی ایک مراد ہے اگر کوئی مراد کسی حکمت کے سبب نہ بھی پوری ہو تو وہ اپنے کو بامراد ہی سمجھتے ہیں اور خوش رہتے ہیں ؂

گر مرادت را مزاج شکر است
بے مرادی نے مرادِ دلبر است

بس وہ اس طرح دیگر بندوں سے بے نیاز ہوکر اس ذاتِ بے نیاز سے اپنی نیاز مندی کا اظہار کیا کرتے ہیں۔

؂ ہم دعا از تو اجابت ہم ز تو ایمنی از تو مہابت ہم ز تو

ابتدائیہ

کیا یہ ممکن نہیں؟

"لندن (رائٹر) ایران میں حکومت نے بہائی فرقے سے متعلق اپنے تمام سابقہ ملازمین کو حکم دیا ہے کہ انہوں نے ملازمت میں رہتے ہوئے جتنی تنخواہ وصول کی وہ حکومت کو واپس کر دیں یہ بات برطانیہ میں مقیم بہائیوں کی قومی اسمبلی کے ایک بیان میں بتائی گئی ہے۔ بیان میں کہا گیا ہے کہ اس حکم کے فوراً بعد بہائیوں کی گرفتاری کا سلسلہ شروع ہوگیا ہے جس سے ایران میں تین لاکھ بہائیوں میں سخت خوف وہراس پیدا ہوگیا ہے۔"

(روزنامہ جنگ کراچی ۲، فروری ۱۹۸۵ء)

اگر ایرانی حکومت تین لاکھ بہائیوں کی کثیر تعداد کو ایران چھوڑنے پر مجبور کرسکتی ہے تو کیا یہ ممکن نہیں کہ پاکستان میں موجود قادیانیوں کو لگام دی جائے اور انہیں مسلم اکثریت کے جذبات سے کھیلنے سے روکا جائے؟ پھر یہ نکتہ بھی ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ جب ایک طرف موجودہ ایرانی حکومت کو انقلابی کا درجہ دیا جاتا ہے۔ تو دوسری طرف اسلام دشمن عناصر کی سرکوبی کے مسئلہ میں اس کی تقلید کیوں نہیں کی جاتی۔؟

بہائی امت اگرچہ مرزائی قوم سے عمر میں کسی قدر بڑی یعنی قدیم اور سینئر ہے۔ مگر نظریاتی طور پر دونوں میں مقاربت اور یکسانیت پائی جاتی ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ پاکستان میں موجود مرزائیوں سے بھی وہی سلوک کیا جائے جو ایرانی حکومت بہائیوں سے کررہی ہے۔

پھر سب سے اہم بات یہ ہے کہ بہائی تلبیس کے بجائے کھلے طور پر اپنے آپ کو "بہائیت" سے موسوم کرتے ہیں۔ اور وہ جہاں کہیں بھی ہیں ایک اقلیت کی حیثیت سے رہتے ہیں۔

ایرانی حکومت کے اس رویہ سے ان مصلحت کوش اور نام نہاد "وسعت پسند" حضرات کو بھی سبق عبرت حاصل کرنا چاہیے۔ جو قادیانی جارحیت کے خلاف مؤثر آواز اٹھانے والے حضرات کو "تنگ نظر ملا" اور "مذہبی جنونی" کا طعنہ دیتے ہیں۔ نیز جو حضرات قادیانیت کے مکمل انسداد کے مطالبہ پر عالمی برادری کی خفگی کا عذر لنگ پیش کرکے جان چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس خبر کی روشنی میں انہیں بھی اپنی اس دلیل کا وزن معلوم ہوجانا چاہیے۔ کہ اگر ایران جیسا ملک اپنے ملکی مفاد کے لیے

باقی صہ۱۱ پر

مولانا ابوالحسن علی ندوی ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ (ہند)

دیار غیر میں رہنے والے

مسلمانوں سے خطاب

خطبہ مسنونہ:۔

یَا عِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ اَرْضِیْ وَاسِعَةٌ فَاِیَّایَ فَاعْبُدُوْنِ (العنکبوت ۵۶) (اے میرے بندو میری زمین فراخ ہے سو خاص میری عبادت کرو)

ذرائع اور مقاصد

میرے بھائیو اور بہنو! اللہ تعالیٰ کے یہاں انسان کی زندگی کا مقصد بندگی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی صحیح معرفت اور اس کے احکام کے مطابق زندگی گذارنا اور آخرت کے لیے کوشش اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر چل کر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا اصل مقصد ہے اس کے علاوہ جتنی چیزیں ہیں سب وسائل اور ذرائع ہیں مقصد اور ذریعہ کا مطلب آپ سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے قرب کے ذرائع کو تلاش کرنا، مناسب ماحول تیار کرنا، قوت نافذہ حاصل کرنا تاکہ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل آسان ہوجائے اور کوئی مجبوری کی شکایت نہ کر سکے اور کوئی دوسری طاقت اور دوسرا اقتدار اس میں خلل اندازی نہ کر سکے اور اس کے مقابل دوسری کوئی متوازی دعوت نہ دے سکے۔ اس کو قرآن مجید نے اپنے معجزانہ الفاظ میں بیان کیا ہے کہ حَتّٰی لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ (الانفال ۳۹) (اور تم ان (کفار عرب) سے (اس حد تک لڑو کہ ان میں فساد عقیدہ (یعنی شرک) نہ رہے اور دین (خالص) اللہ ہی کا ہوجائے) یہاں تک کر کشمکش جاتی رہے یعنی دو طاقتوں کے درمیان جو تصادم ٹکراؤ CLASH ہوتا ہے وہ جاتا رہے جس کی وجہ سے لوگ خوامخواہ انتشار میں پڑیں CONFUSION کا شکار ہوں کوئی کہے ادھر چلو کوئی کہے اُدھر چلو وَیَکُوْنَ الدِّیْنُ کُلُّہٗ لِلّٰہِ (اور دین (خالص) اللہ ہی کا ہوجائے یعنی طاقت و فرمانبرداری صرف اللہ تعالیٰ کی ہو اسی کے لیے دعوت کا کام ہے۔ اسی کے لیے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔ ضرورت ہو..... اور وقت آئے تو جہاد ہے اسی کے لیے اسلام کو ایسی طاقت مہیا کرنا اور اقتدار پر لانا ہے کہ کمزور لوگوں کو بھی خدا کے بتائے ہوئے راستے اور اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتائے ہوئے راستے پر چلنا ایسا مشکل نہ ہو جائے کہ وہ کہیں کہ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا (البقرہ ۲۸۶) اللہ تعالیٰ کسی شخص کو مکلف نہیں بناتا مگر اسی کا جو اس کی طاقت اور اختیار میں ہو) یہ تو ہماری طاقت سے باہر ہے۔

اصل مقصد اللہ کی بندگی

ان تمام ذرائع کا مقصد اللہ کی بندگی ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (الذٰریٰت ۵۶) (اور میں نے جن اور انسان کو اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کیا کریں) اس کے بارے میں ذہن تو پورے طور پر صاف کر لینا چاہیے میں نے یہاں یورپ میں اور امریکہ میں پڑھے لکھے

لوگوں کے ذہن میں ایسا خاصہ الجھاؤ پایا کہ وہ ذرائع اور مقاصد میں فرق نہیں کرپاتے، مقصد صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کیا جائے اور اللہ تعالیٰ نے جو زندگی دی ہے، صلاحیتیں دی ہیں انہیں ہم ایسے کاموں میں صرف کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو اور زندگی کا مقصد پورا ہو آخرت میں اللہ تعالیٰ ہم سے خوش ہو اور ہمیں اپنا قرب عطا فرمائے اور ہم اس کے سامنے سرخرو ہوں اور جنت میں ہمیں اونچے سے اونچا مقام حاصل ہو یہ اصل مقصد اگر کہیں پورا ہو رہا ہے تو بہت مبارک ہے۔ اور اگر یہ مقصد خاص اپنے وطن میں پورا نہ ہو تو اسے خیرباد کہنا چاہیے، وطن جہاں آدمی پیدا ہوا ہے اور اس کے ذرے ذرے سے اسے محبت ہے اور جہاں کا کانٹا بھی انسان کو پھول سے زیادہ پیارا ہوتا ہے

؎ خار وطن از سنبل و ریحان خوشتر

وہ چیزیں جو فطری طور پر آدمی کو محبوب ہوتی ہے لیکن مجھے یہ کہنا ہے کہ اگر وطن میں خدا کی بندگی نہ ہوسکے اور خدا کے احکام پر نہ چل سکے تو وطن کو دور سے سلام کرنا چاہیے کہ خدا حافظ

حضورؐ کی ہجرت

حتیٰ کہ مکہ مکرمہ کی سرزمین کہ جس کے اندر قدرتی طور پر ایسی محبوبیت اور دل آویزی ہے کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے:۔ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْ اِلَيْهِمْ (ابراہیم ۳۷) (تو آپ کچھ لوگوں کے قلوب ان کی طرف مائل کر دیجیے) اے اللہ لوگوں کے دلوں کو ایسا کر دے کہ جیسا مقناطیس سے لوہا کھینچتا ہے ایسے یہ لوگ کھنچتے رہیں۔ محبوبیت حرم شریف اور اس میں بیت اللہ، آب زمزم، اس میں صفا اور مروہ پھر اس کے نزدیک منیٰ اور عرفات لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ یہاں مسلمانوں کے لیے خدا کی بندگی مشکل ہورہی ہے تو فرمایا حبشہ چلے جاؤ" یہ کیوں فرمایا؟ دین پر قائم رہنے کے لیے فرمایا "کہ یہاں نماز نہیں پڑھ سکتے، ان کا سر زبردستی بتوں کے سامنے جھکایا جاتا ہے۔ ان کے سامنے خدا کی توہین کی جاتی ہے، زبردستی ان سے کفر کرانے کی کوشش کی جاتی ہے تو فرمایا کہ "حبشہ چلے جاؤ" دو مرتبہ حبشہ کو ہجرت ہوئی، آخر میں خود آپ کو حکم ہوا کہ مکہ چھوڑ دو اور مدینے چلے جاؤ۔ اللہ کے نام پر مکہ شہر چھوڑا جا سکتا ہے تاکہ خدا کی عبادت آزادی کے ساتھ ہو سکے تو دنیا کے اور شہر کس شمار و قطار میں ہیں۔ نیویارک واشنگٹن ہو یا ٹورنٹو اور شیکاگو ہو۔ دہلی ہو لکھنؤ ہو، کوفہ ہو یا بصرہ، اندلس و قرطبہ ہو قاہرہ و دمشق ہو۔ اصل یہ ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کیا جاسکتا ہو وہ جگہ محبوب ہے اور رہنے کے قابل ہے۔

مجھے کہنا یہ ہے میں آیا، میں نے یہاں بہت سے شہر دیکھے اور یونائٹڈ اسٹیٹ آف امریکہ کا اپنے بھائیوں کا قریب سے جائزہ لیا ہے اب آپ کے یہاں کینیڈا آیا ہوں۔

ایک طرف مجھے مختلف ممالک کے مسلمانوں کو دیکھ کر خوشی ہوئی۔ فطری بات ہے کہ آدمی کو اپنے ہم جنس اور ہم مذہب لوگ ملتے ہیں تو خوشی ہوتی ہے۔ لیکن دوسری طرف میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ کیا آپ کو یہاں پورے طور پر اسلامی زندگی گذارنے کا موقع ہے۔ اور کیا آپ کی آئندہ نسلیں اسلام پر قائم رہیں گی؟ آپ کے اندر جو اسلامی جذبہ تھا کیا وہ ویسا ہی روشن اور فروزاں رہے گا؟ یہ بات سوچنے کی ہے، آپ برا نہ مانیں، یہاں ہمارے اکثر بھائی مادی اغراض سے آئے ہیں۔ ہمارے ایک بھائی نے کہہ بھی دیا تھا کہ "صاحب ہم تو یہاں کھانے آئے ہیں"

یہ کوئی حرام بات نہیں ہے، کوئی گناہ کی بات نہیں ہے، لیکن جہاں خالص مادیت کی زندگی اور غفلت کا دور دورہ ہو وہاں جانے میں تو خیر حرج نہیں لیکن وہاں رہنے کا فیصلہ کرنا یہ بات سوچنے کی ہے، میں آپ سے صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ کو یہ اطمینان ہے کہ آپ یہاں اپنی زندگی اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق گذار سکتے ہیں اور دعوت کے کام میں مشغول ہیں اور یہاں آپ کے رہنے سے دینی فائدہ پہنچ رہا ہے اور اس بات پر آپکا دل گواہی دے کہ آپ اپنا ایمان بھی بچا رہے ہیں۔ اور دوسروں کے ایمان کی فکر بھی کر رہے ہیں اور بقدر ضرورت معاشی جدوجہد میں مشغول ہیں۔ تب تو ٹھیک ہے، میں بھی کہوں گا کہ آپ کا رہنا مبارک، ہے شاید

آپ کے ذریعے سے اللہ یہاں ہدایت عام کرے اور اسلام کی روشنی پھیلائے اور یہ خطہ بھی اسلام کی دولت و سعادت سے ہمکنار ہو جائے، یہ کوئی تعجب کی بات بھی نہیں۔ ملک عرب کے سوداگر جب مشرق بعید، انڈونیشیا، ملیشیا اور بحر ہند کے جزیروں پر پہنچے تو جزیرے کے جزیرے مسلمان ہو گئے اور وہاں آج بھی مسلمانوں کی کھلی ہوئی اکثریت ہے آپ تحقیق و مطالعہ کریں گے تو معلوم ہوگا کہ اسلام زیادہ تر عرب تاجروں کے ذریعے پھیلا یا پھر صوفیاء کرام کے ذریعے پھیلا۔ ہمارے برصغیر میں بھی سندھ وغیرہ کے علاقوں میں یا مسلم اکثریت کے علاقے مثلاً کشمیر و مشرقی بنگال۔ صرف صوفیاء کرامؒ کے شرمندہ احسان ہیں، یہاں رہنے کے بعد اپنے ایمان اور اپنی آئندہ نسلوں کے اسلام کی حفاظت کا انتظام اور اطمینان آپ نے کرلیا ہے اور یہاں رہ کر آپ دعوت کا کام کرتے ہیں جو دوسروں کیلئے باعث کشش ہو تو آپ کے یہاں رہنے کا جواز ہے، جواز ہی نہیں بلکہ یہ بہت بڑا جہاد ہے اور بہت بڑی خدمت ہے

اگر ایسا نہیں ہے اور آپ کا مطمح نظر صرف کھانا کمانا ہے تو یہ مقصد مسلمانوں کے مقام اور مقصد حیات سے میل نہیں کھاتا اور کسی طور پر مسلمان کے شان شایان نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی رزاقی، جغرافیائی حدبندی کی پابند نہیں، میں یہ سراسر عملی باتیں کر رہا ہوں، علمی نکات اور موشگافیاں کسی اور موقع پر کوئی عالم بتائیں گے، میں نے جو کچھ یہاں دیکھا اور اس کی روشنی میں یہ چند عملی باتیں بے تکلف عرض کر رہا ہوں، اگر آپ کی زندگی اور آپ کا یہاں قیام اسلام کے لئے مفید ہے اور اس کی راہ ہموار کرنا ہے تو میں یہ فتویٰ دیتا ہوں کہ آپ کا یہاں رہنا نہ صرف جائز بلکہ عبادت ہے، اگر اپنے ایمان اور اپنے بچوں کی دینی زندگی کی طرف سے اطمینان نہیں تو مجھے اس کا بہت ڈر معلوم ہوتا ہے کہ نہ جانے یہاں کس حالت میں موت آئے، ہم خدا کو کیا جواب دیں گے کہ صرف کھانے کمانے کے لیے وہاں گئے تھے، یہ نہ اسلامی کردار ہے نہ مسلمان کی شان ہے، ہاں اگر آپ نے یہ انتظام کرلیا کہ آپ کے ایمان پر ذرہ برابر آنچ نہ آتے، آپ کسی دینی دعوت اور اسلام کی تبلیغ کرنے والی تنظیم میں شریک ہیں، آپ نے ماحول بنایا ہے کوئی ایسا حلقہ بنایا جس میں دینی باتیں ہوتی ہیں اور تذکیر ہوتی ہے آخرت کی فکر ہوتی ہے۔ آپ یہاں غیر مسلموں کے سامنے ایسی زندگی پیش کررہے ہیں جس میں CHARM ہے، کشش ہے اور آپ نے اپنے بچوں کی دینی تعلیم کا انتظام کرلیا ہے یہ بہت اہم بات ہے قیامت کے دن بچوں سے جب پوچھا جائے گا کہ تم کیسے اس حالت میں آئے ہو کہ نہ ہمارا نام جانتے ہو نہ ہمارے رسولؐ کا نام جانتے ہو، نہ نماز جانتے ہو تو وہ کہیں گے کہ ہمارے پروردگار ہم نے اپنے بڑوں کی بات مانی، انہوں نے جس راستے پر لگایا اس راستے پر ہم لگ گئے، انہوں نے ہمیں کہیں کا نہ رکھا۔ قرآن مجید میں آتا ہے "رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا" (الاحزاب ۶۷) اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کا کہنا مانا تھا سو انہوں نے ہم کو سیدھے راستے سے گمراہ کیا تھا۔ اے ایمان والو بچاؤ اپنے کو اور اپنے بچوں کو آگ سے، آپ کے بچے بے شک اسکول جاتے ہوں گے لیکن کیا آپ نے ان کے لیے ایک وقت مقرر کیا ہے جس میں توحید و رسالت اور دین کی تعلیم حاصل کریں۔ جس کے بغیر آدمی مسلمان نہیں ہو سکتا اور آپ انہیں بتائیں کہ ———

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا. (التحریم ۶) (اے ایمان والو تم اپنے کو اور اپنے گھروں کو دوزخ کی اس آگ سے بچاؤ) خبردار اسلام کے علاوہ کسی اور راستے پر مرنا حرام ہے کسی مسلمان بچے کی دینی تعلیم و تربیت کے بغیر زندگی سے اس کی موت بہتر ہے۔ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ (آل عمران ۱۰۲) (اور بجز اسلام کے اور کسی حالت پر جان مت دینا)

اس صاف گوئی پر مجھے معاف کریں لیکن یہ عملی چیزیں جنہیں یہاں رہ کر آپ کو برتنا ضروری ہے، بچوں کی تعلیم اور یہاں اسلامی ماحول بنانے میں اگر

اگر آپ تھوڑا سا وقت دیتے ہیں۔ تو آپ یہاں رہیے، شاید اللہ تعالیٰ نے اسی کے لیے آپ کو یہاں بھیجا ہے ہندوستان و پاکستان اور ایشائی ممالک سے ذہین نوجوانوں کی جوار بھاٹا کی طرح جو لہریں چلی آرہی ہیں وہ یہاں کا رخ کر رہے ہیں تاکہ اپنا دامن اور جھولی بھر لیں تو ان ملکوں کا کیا ہوگا جہاں سے پڑھے تعلیم یافتہ اور ذہین لوگ مادی منافع کے خاطر اپنے ملکوں کو چھوڑ دیں، میں ان لوگوں کا یہاں رہنا ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے اپنے ایمان کی حفاظت اور غیر مسلموں میں دینی دعوت کو اپنا مقصد بنایا ہے۔

چند عبرت انگیز واقعات

ورنہ یہاں تو یہ حال ہے کہ یہاں بوسٹن میں مقیم ہمارے ایک عزیز مولوی مدثر ندوی نے کہا کہ یہاں ایک حاجی صاحب کا انتقال ہوگیا تو انہیں فون آیا کہ آخری رسوم میں شریک ہوں۔ وہاں پہنچ کر انہوں نے دیکھا کہ لاش کو تابوت میں رکھی ہے، سوٹ پہنایا گیا ہے، ٹائی لگی ہوئی تھی، سونے کی انگوٹھی پہنائی ہوئی ہے، عیسائی مرد عورتیں آرہے ہیں اور KISS کر رہے ہیں، تابوت پر پھول ہار وغیرہ ڈال رکھے ہیں، اللہ تعالیٰ اس نوجوان کی عمر میں برکت دے، آخر عربی مدرسوں میں پڑھنے سے فائدہ ہی ہوتا ہے اس نے مرحوم کے لڑکے کو بلایا اور کہا کہ میں جاتا ہوں، انہوں نے پوچھا کیوں؟ وجہ یہ ہے کہ میں جو کچھ کہوں گا آپ کریں گے نہیں۔

ان صاحب نے کہا کہ ہم نے آپ کو بلایا ہے، ہم آپ کی بات مانیں گے۔ مولوی مدثر نے کہا کہ پہلے تو ان کا سوٹ اتارئے، لوگوں کو یہاں سے علیحدہ کیجیے، ہم ان کو شرعی طریقہ سے غسل دیں گے، کفن پہنائیں گے یہ انگوٹھی بھی نکال دیجیے۔ ان صاحب نے کہا انگوٹھی نہ اتاریے گا ورنہ ہماری والدہ کا ہارٹ فیل ہوجائے گا، انہوں نے کہا کہ ہم انگوٹھی ضرور علیحدہ کریں گے۔ اگر آپ کی والدہ کا ہارٹ فیل ہونے کا خطرہ ہو تو انہیں نہ بتائیے، غیر وہ راضی ہوگئے

وہ تو اتفاق تھا کہ ہمارے یہاں کا پڑھا ہوا بچہ وہ پہنچ گیا ورنہ خدا جانے کتنے مسلمان اس ملک میں ایسے دفن ہوگئے ہوں گے، ایک اور واقعہ سنا جس سے بڑی عبرت ہوئی کہ ایک مصری عالم کا انتقال ہوا۔ جن کی بیگم امریکن تھی، مسلمانوں کا قبرستان ذرا دور تھا تو عیسائیوں کے قبرستان میں انہیں دفن کردیا گیا۔ یہ چیزیں وہ ہیں کہ جنہیں ایک مسلمان خواب میں دیکھ لے تو چیخ اٹھے کہ یااللہ خیر فرما تو ہی حفاظت فرما چہ جائیکہ یہ واقعات عام ہوجائیں اور ہم سکراپنی کوئی فکر نہ کریں۔

دوسرا خطرہ

بھائیو! اپنی فکر کرو، اپنی اولاد کے اسلام پر قائم رہنے کا بندوبست کرو ورنہ آپ لوگوں کا یہاں رہنا ہمارے سمجھ میں نہیں آتا۔ ایک تو تم خطرے میں ہو، دوسرے تمہارا ملک خطرے میں ہے۔ ہندوستان و پاکستان کے جو تعلیم یافتہ نوجوان یہاں آرہے ہیں، اگر وہاں رہتے تو دس بیس آدمی ان کے ماتحت کام کرتے، ان کو تقویت ہوتی ان کے والدین اور ہم قوم افراد کو تقویت ہوتی عرب ممالک کے نوجوان کثرت سے یہاں ہیں، اگر یہ اپنے وطن میں ہوتے تو اسے منظم بناتے، طاقتور بناتے اور اپنی صلاحیتوں سے فائدہ پہنچاتے، محض تنخواہ کی زیادتی، اچھے مکان اور بہتر خورد و نوش کے لیے یہاں آنا یہ بات بہت سوچنے کی ہے آپ کو مجھ سے یہ توقع ہوگی کہ میں آپ کے لیے دل خوش کن باتیں کرتا، میں نے وہ باتیں کہیں جس سے آپ کے دل کو چوٹ لگے اور آپ اس مسئلہ پر سنجیدگی سے غور کریں۔

آپ کے مسائل کا جواب

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی مدظلہٗ العالی

طارق ہاشمی :

س: قرآن پاک کے بوسیدہ اوراق کو کیا کیا جائے۔ ہمارے لطیف آباد میں ایک واقعہ ایسا رونما ہوا کہ ایک مسجد کے موذن نے قرآن پاک کے بوسیدہ اوراق کو ایک کنستر میں رکھ کر جلائے۔ مؤذن اپنے فالتو اوقات میں چھولے فروخت کرتا ہے اور محنت کرکے کماتا ہے۔ حج بھی کیا ہے اور عمرہ بھی ادا کیا ہے۔ اور مسجد کا کام بھی خوش اسلوبی سے ادا کرتا ہے۔ مگر قرآن پاک کے اوراق کو جلانے پر اس کے خلاف خطرناک ہنگامہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اسے فوری طور پر مسجد سے نکال دیا گیا۔ بعد میں پولیس نے اسے گرفتار بھی کرلیا۔ اب آپ از روئے شریعت یہ بتائیں کہ واقعی مؤذن سے گناہ سرزد ہوا ہے۔ قرآن پاک کے بوسیدہ اوراق از روئے شریعت کون کون سے طریقوں سے ضائع کر سکتے ہیں اس پر تفصیل سے روشنی ڈالیے۔

ج: مقدس اوراق کو بہتر یہ ہے کہ دریا میں یا کسی غیرآباد کنوئیں میں ڈال دیا جائے۔ یا زمین میں دفن کردیا جائے۔ اور بصورت مجبوری ان کو جلاکر خاکستر میں پانی ملاکر کسی پاک جگہ جہاں پاؤں نہ پڑتے ہوں، ڈال دیا جائے۔ آپ کے مؤذن نے اچھا نہیں کیا۔ لیکن اس سے زیادہ گناہ بھی سرزد نہیں ہوا جس کی اتنی بڑی سزادی گئی، لوگ جذبات میں حدود کی رعایت نہیں رکھتے۔

س: عورت کو سلام کیا جائے یا نہیں۔ اگر جائز ہے تو اس میں محرم اور نامحرم کو کرنا چاہیے یا نہیں۔

ج: اپنی محرم عورتوں کو سلام کرنا چاہیے۔ نامحرم عورتیں اگر عمر رسیدہ ہوں تو ان کو بھی کہنا جائز ہے۔ دوسری نامحرم عورتوں کو نہ کہا جائے۔

سلیم سلیمان :

س: میں نے ایک کاروبار شروع کیا اور میں نے اپنے ایک دوست سے باتوں باتوں میں بے اختیار کہہ کے طور پر یہ کہدیا کہ بخدا اگر مجھے اس کاروبار میں نقصان ہوا تو میں یہ کاروبار بند کردوں گا۔ میرا قسم کھانے کا ارادہ نہیں تھا لیکن غلطی سے میرے منہ سے "بخدا" کا لفظ نکل گیا۔ مجھے کاروبار میں نقصان ہوا ہے لیکن میں نے یہ کاروبار بند نہیں کیا ہے۔ کیا میں نے قسم توڑ دی ہے۔ اگر ایسا ہی ہوا ہے تو اس کا کفارہ کیا ہے۔

ج: قسم توڑنے کا کفارہ لازم ہے۔ اور وہ ہے، دس محتاجوں کو دو مرتبہ کھلانا کھلانا۔ اگر اس کی طاقت نہ ہو تو تین روزے رکھنا۔

مبارک حسین خاں :

س: میرے تین بچے ہیں۔ دو لڑکے ایک لڑکی اور ان

کے درمیان وراثت کا معاملہ یوں تو صاف ہے یعنی پانچ حصوں میں دو دو لڑکوں کے ایک لڑکی کا ۔ مگر اس میں غیر معمولی بات جو حل طلب ہے وہ یہ کہ میرا بڑا لڑکا پیدائشی کمزور دماغ کا غیر معمولی حالت کا ہے یعنی نہ وہ بول سکتا ہے نہ کوئی ایسی بات ہے جو انسان میں عقل و سمجھ ہوتی ہے ۔ اس غیر معمولی حالت کی وجہ میں نے اس کو انگلستان میں ایک بچوں کے اسکول یا ہسپتال میں داخل کر دیا تھا ۔ جس کی دیکھ بھال اور کل اخراجات حکومت انگلستان اٹھاتی ہے ۔ گویا ایک طرح میرا خون کے رشتہ کے علاوہ کوئی تعلق نہیں ہے اب ایسی حالت میں وہ حق دار تو ضرور ہے مگر وراثت کا استعمال وہ کر سکتا ہے اور نہ اس کی ضرورت ہے اور نہ وہ طالب ہو سکتا ہے ایسی حالت میں کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ جائداد صرف ان دونوں بچوں کو ہی دے دی جائے ۔ تین حصہ کر کے ایک لڑکی کا اور دو لڑکے کے ۔

ج: معذور اولاد تو زیادہ ہمدردی کی مستحق ہوتی ہے ۔ نہ کہ اس کو وراثت سے محروم کر دیا جائے ۔ آپ اپنی زندگی میں اس کو محروم کر کے دنیا میں اپنے لیے جہنم کا سودا نہ کریں ۔ اس کا حصہ محفوظ رہنا چاہیے ۔ خواہ اس کو ضرورت ہو یا نہ ہو ۔ اور امکانی وسائل کے ساتھ اس کا اس کا حصہ پہنچانے کی کوشش کرنی چاہیے ۔ بہرحال وراثت سے محروم کرنا جائز نہیں ۔

محمد سہیل :

س: ہماری ایک عزیزہ کا انتقال ہوگیا ۔ وہ غیر شادی شدہ تھیں ۔ جس محلہ میں رہتی تھیں وہاں کی مسجد کے امام صاحب نے یہ کہہ کر نماز جنازہ پڑھانے سے انکار کر دیا کہ مسلمان غیر شادی شدہ مرد یا عورت کی نماز جنازہ پڑھنا منع ہے ۔ آپ سے التماس ہے کہ قول راجح نقل کر کے شکریہ کا موقع دیں

ج: میں نے تو کہیں یہ مسئلہ نہیں پڑھا کہ غیر شادی شدہ کا جنازہ جائز نہیں ۔ مسجد کے امام صاحب سے کہیے کہ انہوں نے جس کتاب میں یہ مسئلہ دیکھا اس کا حوالہ لکھ کر بھیجیں تاکہ میرے علم میں بھی اضافہ ہو ۔

حاجی زرداد خان :

س: سائل پاکستان کا رہنے والا ہے اور گذشتہ کئی سالوں سے دبئی میں کام کرتا ہے اپنی والدہ کو حج کرانا چاہتا ہے ، جن کی عمر پینسٹھ برس کے لگ بھگ ہے سائل چاہتا ہے کہ والدہ محترمہ اپنے گاؤں سے کراچی تک میرے دوسرے بھائی صاحب کے ساتھ آجائیں ، اور وہاں سے دوسری واقف کار عورتوں کے ہمراہ جدہ تک ہوائی جہاز میں سوار ہوں گی ۔ جہاں انشاءاللہ میں خود ان کے استقبال کے لیے موجود ہوں گا ۔

اب پوچھنا یہ ہے کہ کراچی سے جدہ تک ہوائی جہاز کا سفر تین گھنٹے کا ، جو وہ بغیر محرم کے کریں گی کیا وہ شرعاً درست ہے ، جب کہ ان کی عمر بھی اتنی زیادہ ہے ، یا درست نہیں ، امید ہے کہ کتاب و سنت کی روشنی میں شرعی جواب سے نوازا جائے گا ۔

ج: امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کراچی سے جدہ تک سفر محرم کے بغیر جائز نہیں ۔ دوسرے ائمہ کے نزدیک معتبر عورتوں کے ساتھ جائز ہے ۔ بہرحال اگر عورت تنہا جائے تو اس حج ہو جائے گا ۔ تنہا سفر کا گناہ ہوگا ۔

بقیہ : ابتدائیہ

عالمی برادری کی پرواہ کیے بغیر اس اقدام میں کسی قسم کا کوئی خلاء محسوس نہیں کرتا تو ہمیں بھی ملک و ملت کے بقاء اور سالمیت کی خاطر قادیانیت کو غیر قانونی قرار دیتے ہوئے ، ان کو ملازمتوں سے علیحدہ کرنے اور ان کی شہریت منسوخ کرنے میں کوئی جھجک نہیں ہونی چاہیے ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

غیروں کی نظر میں

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی کے پاکیزہ حالات دنیا میں آپؐ کے تشریف لانے کا بلند مقصد اور اس مقصد میں آپؐ کی کامیابی کے حالات و واقعات مختلف دینی کتب و رسائل میں اجمالاً و اختصاراً پیش کیے جاتے ہیں۔

آپؐ کی سیرت پاک کی ایک یہ بھی خصوصیت ہے کہ اگر کوئی سخت سے سخت دشمن بھی عناد و دشمنی کی عینک اتار کر آپؐ کی سیرت کا مطالعہ کرے تو اس کو بھی آپؐ کی صداقت، سچائی اور آپؐ کے خدا پرست و حق گو اور حق پسند ہونے کا اقرار کرنا پڑتا ہے

چنانچہ ذیل میں ان غیر مسلم یورپین اور ہندو لیڈروں کی چند مختصر تحریریں شائع کی جاتی ہیں۔ جنہوں نے اسلامی تاریخ کا مطالعہ کرکے آپؐ کی حقانیت و صداقت کا اقرار کیا۔

مسٹر ڈی رائٹ انگلستان کا مشہور مضمون نگار اسلامک ریویو اینڈ مسلم انڈیا فروری ۱۹۲۰ء میں لکھتا ہے

"محمد صرف اپنی ذات اور قوم کے لیے ہی نہیں بلکہ دنیا، ارضی کے لیے ابر رحمت تھے۔ آپ نے مدتوں مساعدت کا سلسلہ جاری رکھا اور سرتوڑ کوشش کی کہ ذات پات کا تفرقہ مٹ جائے اور یہی سبب ہے کہ آج اسلام کے اندر ذات، نسل اور قوم کے امتیاز کا کوئی نام و نشان نہیں ہے دشمنان احمد باوجود تعصب میں اندھے ہونے کے اس کے اقرار پر بپابہ زنجیر ہیں کہ اس نے اپنے مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ تاریخ میں کسی ایسے شخص کی مثال موجود نہیں جس نے احکام خداوندی کو اس مستحسن طریقہ سے انجام دیا ہو جیسا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے فرائض کو پایۂ تکمیل تک بوجوہ احسن بجالایا ہے"

مسٹر اسٹینلی لین پول یورپ کا زبردست محقق اپنی تصنیف اسپیچز آف محمدؐ میں رقم طراز ہے

حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نہایت بااخلاق اور رحمدل ریفارمر تھے۔ ان کی بے ریا خدا پرستی عظیم فیاضی مستحق تعریف ہے آپ اسقدر انکسار پسند تھے کہ بیماروں کی عیادت کو خود جایا کرتے تھے اپنے کپڑوں میں پیوند لگا لیتے تھے بکریوں کا دودھ دھوتے اور اپنے کام خود اپنے ہاتھ سے انجام دیتے تھے۔ بیشک وہ مقدس پیغمبر تھے۔

مسٹر ہربرٹ وائل یورپ کے ایک منصف مزاج محقق اپنی کتاب "گریٹ ٹیچر" میں لکھتے ہیں

حضرت مسیح علیہ السلام سے چھ سو برس بعد عرب کی اخلاقی حالت نہایت خراب ہوگئی تھی ۲۰، اپریل ۵۷۱ء کو حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) پیغمبر پیدا

ہوئے ۔ جنہوں نے بت پرستی کو بالکل مٹایا اور عرب کے وحشیوں کو متمدن بنا دیا ، عام لوگ ان کی سچائی و دیانتداری کے سبب آپ کو الامین کہہ کر پکارتے تھے ، انہوں نے گمراہوں کو سچا راستہ بتلایا اور لوگوں کے اخلاق و اعمال کی اصلاح کی ۔

سر ولیم میور انگلینڈ کا مشہور عقلمند لکھتا ہے

محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی سادہ لیکن نہ مٹنے والی تعلیم نے جو آج ہر جگہ نظر آرہی ہے ایک عجیب وغریب اور زبردست وحیرت انگیز اثر دکھایا ہے ۔

لفٹیننٹ کرنل سائکس لکھتا ہے

حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے خیالات زندگی پر نظر ڈالنے کے بعد کوئی انصاف پسند شخص ان کی اولوالعزمی ، اخلاق ، جرأت ، نہایت خلوص نیت سادگی اور رحم وکرم کا اقرار کیے بغیر نہیں رہ سکتا ، پھر انہی صفات کے ساتھ استقلال عزم اور حق پسندی ومعاملہ فہمی کی قابلیت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہے ۔

مسٹر ای ، اے فریمن کا بیان ہے

اس میں کوئی شک کہ حضرت محمدؐ بڑے پکے راست باز اور سچے ریفارمر تھے ۔ اگر وہ ایسے نہ ہوتے تو ہرگز اپنے مقدس مشن (طریقہ) میں آخر تک مستقل اور ثابت قدم نہ رہ سکتے ۔

کارلائل یورپ کا مشہور فلاسفر اہل قلم لکھتا ہے

" اللہ اللہ " ان کی مثال کیا ؟ ان کی ذات ایک چنگاری کی طرح تھی جو سیاہ وغیر معلوم ریت پر گری اور پھر وہ ریت شعلہ افشانی کرنے لگا حتیٰ کہ مکہ سے قرطبہ تک بلکہ آسمان سے زمین تک نور ہی نور دکھائی دینے لگا ۔

روس کا جلیل القدر محقق کاؤنٹ ٹالسٹائی اپنی بہترین تصنیف برین آف اسلام میں لکھتا ہے

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے حالات زندگی پر محققانہ وفلسفیانہ نظر ڈال کر مجھے اس حقیقت کے تسلیم کرنے میں کوئی تامل نہیں ہے کہ بلاشک وہ سچے پیغمبر اور کروڑوں بندگان خدا کے ہادی و رہبر ہیں ۔ انہوں نے گمراہ لوگوں میں نور ایمان پیدا کیا ، ان کے دلوں میں حق پسندی وصداقت کا جذبہ پیدا کیا ، انہوں نے اعلان کیا کہ خدا ایک ہے اور اس کے نزدیک سب انسان برابر ہیں کسی کو کسی پر فوقیت وبڑائی نہیں ہے حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہایت ہی متواضع ، خلیق ، روشن فکر اور صاحب بصیرت پیغمبر تھے ۔ لوگوں سے بہت ہی عمدہ معاملہ کرتے تھے ۔

ڈاکٹر مارکس ڈاڈ یورپ کا مشہور محقق اپنی کتاب 'محمد' بودھا اینڈ مسیح' میں لکھتا ہے

"حضرت محمد صاحب" کا اخلاق نہایت اعلیٰ تھا آپ کے نزدیک دنیوی وجاہت کوئی چیز نہ تھی ، آپ امیر و غریب سب کے ساتھ یکساں برتاؤ کرتے تھے آپ کی ذات سرچشمہ خیر و برکت تھی ، آپ نہایت صابر و شاکر اور انکسار پسند تھے آپ نے بت پرستی مٹا کر خدا پرستی کی نیک تعلیم دی اور وہ بے شک ایک کامیاب ریفارمر تھے "!

ہندوستان کے مشہور لیڈر مہاتما گاندھی فرماتے ہیں

مغربی دنیا اندھیرے میں غرق تھی کہ روشن ستارہ افق مشرق سے چمکا اور اس نے بے قرار دنیا کو روشنی اور تسلی کا پیغام دیا ۔ اسلام جھوٹا مذہب نہیں ، ہندوؤں کو کھلے دل سے اس کا مطالعہ کرنا چاہیے ۔ پھر وہ بھی میری ہی طرح اس کی محبت کرنے لگیں گے ۔ (ینگ انڈیا)

مسٹر بی، ایس کشالیہ ڈپٹی انسپکٹر کی شہادت

بے شک محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایک سچے پیغمبر تھے، سچے محمد کے متعلق میرے دل میں جس قدر بدگمانیاں تھیں میں روح محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے معافی مانگتا ہوں اور علی الاعلان کہتا ہوں کہ آج دنیا میں ایک شخص کی بھی مجال نہیں کہ وہ حضرت محمدؐ کے کیرکٹر (اخلاق) پر ایک بھی سیاہ داغ لگا سکے۔

سردار پریتم سنگھ ایک سکھ فاضل لکھتا ہے

میں ایک لمحہ کے لیے بھی اس بات کو نہیں مان سکتا کہ جو نبی کہہ رہا ہوں کچھ اور ہو اور اس کے دل میں کچھ اور ہو پھر وہ اپنی تمام قوت کے ساتھ اس امر کا اعلان کرے کہ میں محمد خدا کا رسول ہوں مگر وہ اپنے کام میں ثابت قدم رہے اور آخر کار کامیاب ہو کر دم لے کیا کوئی یقین دلا سکتا ہے کہ تیس کروڑ (بلکہ چالیس کروڑ) مسلمان جو سچ قرآن مجید کو خدا کا کلام یقین کرتے ہیں اور وہ لوگ جو اس سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر سچا ایمان رکھتے تھے وہ تمام لوگ ایسے تھے جنہوں نے ایک جھوٹی بات پر اپنے ایمان کو جمایا۔ آپ کے احکام پر ایک دنیا اپنا سر جھکاتی ہے، گذشتہ تیرہ سو سال سے مؤمنین ہر روز کم از کم پانچ بار محمد رسول اللہ کا نام مبارک اپنی زبانوں پر جاری رکھتے ہیں، کوئی مجھے بتا کر یہ طاقت کہاں سے آئی کیا یہ الٰہی طاقت نہیں ہے۔

شری راج وید پنڈت گدادھر پرشاد شرما رئیس اعظم الہ آباد کہتے ہیں

میں ایک راسخ العقیدہ (پکا) ہندو ہوں، لیکن میں نے ہندو، عیسائی اور اسلامی مذہب کے بانیوں کے حالات زندگی کو اپنی بہترین توجہ کا خراج دیا ہے اور میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اسلام دنیا کا بہترین مذہب ہے۔ اور میں ببانگ دہل اعلان کرتا ہوں کہ میری رائے میں اگر کسی مذہب کو اخوت باہمی، اخلاق تہذیب اور اتحاد کی دولت فراوانی کثرت کے ساتھ عطا کی گئی ہے وہ تمام مذاہب کا سردار "اسلام" ہے۔ اسلام کی فیاضی اور کشادہ دلی اس کا امتیازی نشان ہے، وہ بلالحاظ اس بات کے کہ کوئی امیر ہے یا غریب سب کو اپنی شفیق آغوش میں پناہ دیتا ہے۔ اس کے دروازے سب کے لیے کھلے ہوئے ہیں۔ ہر خیال اور ہر رنگ کے انسان اس کے زیر سایہ آرام و راحت کی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ اچھوت پن کی لعنت دور کرنے کی طاقت اسلام اور صرف اسلام میں ہے، پیغمبر اسلامؐ تمام اوصاف حسنہ کے مجسمہ تھے۔ مسلمان فطرۃً روحانیت پسند واقع ہوئے ہیں، انہیں مذہب و اخلاق سے خاص لگاؤ ہے۔" الخ

سیکڑوں اور ہزاروں شہادتوں میں سے یہ چند شہادتیں یہاں پر درج کی گئی ہیں ورنہ جمع کرنے کے لیے تو دفتر چاہییں، خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں ایسا بزرگ و پاک خصلت آخری پیغمبر عطا فرمایا کہ جس کی سچائی اور بزرگی کا لوہا ماننے پر دشمن بھی مجبور ہیں۔

بقیہ: نفاذ اسلام

بڑھتے ہوئے (BEAUTY PARLOURS) (عورتوں کو خوبصورت بنانے کے لیے) کے کاروبار کو بند کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں کیونکہ ان کے ذریعہ خواتین کو پرکشش بناکر حیا سوزی کی تربیت دی جاتی ہے۔ عورت کی طرف رغبت کا سب سے بڑا مظہر اس کا چہرہ ہی ہوتا ہے اور یہ چہرے جو آج سج دھج اور کٹے ہوئے بالوں کے ساتھ ہر محفل میں نظر آتے ہیں۔ کسی طور پر اخلاق و کردار کی تعمیر میں مدد نہیں دے سکتے بلکہ الٹے اخلاق سوز ہیں۔ اسلام میں خواتین کی اس کھلی، زیب و زینت کا کوئی جواز نہیں بلکہ قرآن مجید میں سورۃ النور میں جابجا اس سے منع کیا گیا ہے۔

لہذا یہ اشد ضروری ہے کہ بیوٹی پارلرز جن کے ذریعہ عورتوں میں بے پردگی اور بے حیائی کو فروغ ملتا ہے۔ ممنوع قرار دیا جائے۔

مولانا ابوالحسن علی ندوی

آخری قسط

ملک و قوم کی سطح پر
اسلامی معاشرہ کی ضرورت

یہ تقریر خطبۂ جمعہ سے پہلے ۲۵ مئی ۱۹۸۴ء کو جامع مسجد بنوری ٹاؤن میں کی گئی۔

میرے پاکستانی دوستو، اور بھائیو! آپ کا ملک اس
امید پر بلکہ یہ کہنا صحیح ہوگا کہ اس دعویٰ پر اور اس دلیل
پر قائم ہوا تھا کہ آپ دنیا کو اسلامی معاشرہ قائم کرکے دکھائیں
گے۔ ملک کا حجم کچھ سہی اس کا رقبہ کچھ سہی وزن اصل چیز ہے
معاشرے تولے جاتے ہیں، معاشرے ناپے نہیں جاتے، افراد
تولے جاتے ہیں افراد گنے نہیں جاتے، اصل چیز حقیقت ہے
کردار ہے، سیرت ہے، امتیاز ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
"یا ایہا الذین امنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقاناً"
اے ایمان والو اگر تم تقویٰ اختیار کروگے، احتیاط اور لحاظ تمہارا
مزاج بن جائے گا، تو اللہ تعالیٰ تمہارے لیے ایک روشنی پیدا
کردے گا۔ "نورھم یسعیٰ بین ایدیھم وبایمانھم"
ان کی روشنی ان کے آگے آگے اور ان کے داہنے چلتی ہے)
آخرت میں مومنین کی جو حالت ہوگی، اس دنیا کی امتوں
میں ایک امت کی، ملتوں میں ایک ملت کی، معاشروں میں
ایک معاشرہ کی، ملکوں میں ایک ملک کی یہی حیثیت ہوگی،
"یجعل لکم فرقاناً" جہاں مسلمان جائے، اس ملک کا
جہاں نام آئے گا، احترام سے گردنیں جھک جائیں گی، اس
کی فوجی طاقت پر کوئی جرح کرے، اس کی مالی طاقت پر،
اس کی ترقی کے امکانات پر خواہ شبہ کرے، لیکن جب اس
کا نام لیا جائے گا تو بڑے سے بڑے جباروں کی گردنیں
احترام سے جھک جائیں گی۔

آج ہمارا سر شرم سے جھک جاتا ہے، ہماری نگاہیں
نیچی ہوجاتی ہیں، ہماری قوت گویائی جواب دے جاتی ہے،

جب ہم سے کوئی پوچھتا ہے کہ سب صحیح، اسلام کی تعلیمات
برحق، اور اس نے زمانہ ماضی میں جو انقلاب برپا کیا اس
کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ اگر مستند تاریخ نہ ہوتی تو وہ باتیں یقین
کرنے والی نہیں ہیں، جو ہم سیرت نبویؐ اور صحابۂ کرامؓ کے
حالات میں پڑھتے ہیں، مگر تم اللہ کے لیے کسی محدود سے محدود
خطہ کو معین کرکے بتادو کہ وہاں معیاری اسلامی زندگی پائی جاتی
ہے، وہاں چوری نہیں ہوتی، وہاں دھوکہ نہیں ہوتا، وہاں
فسق و فجور نہیں ہوتا، وہاں دولت ہی کو اور دنیاوی کامیابی
ہی کو اصل کامیابی نہیں سمجھتے، یہاں آکر ہمارا سر جھک جاتا ہے،
ہمارا منہ بند ہوجاتا ہے۔

حضرات! سیرت کا ایک معمہ ہے، ایک بڑا علمی و
تاریخی سوال ہے، کہ صلح حدیبیہ سے لے کر فتح مکہ تک (جو
مشکل سے دو ڈھائی سال ہیں) جس تعداد میں لوگ مسلمان ہوئے
اور عرب قبائل نے جس تعداد میں اسلام قبول کیا کہ "یدخلون
فی دین اللہ افواجاً" کا منظر سامنے آگیا، وہ مکہ معظمہ کی
پوری تیرہ سالہ زندگی میں اور مدینہ طیبہ کی آٹھ برس کی زندگی
میں (صلح کے دو ڈھائی برس مستثنیٰ کررہا ہوں) دیکھنے میں نہیں
آیا، سیرت کا غور سے مطالعہ کرنے والے پوچھتے ہیں کہ
دو ڈھائی برس کے اندر جزیرۃ العرب میں جس تیزی کے ساتھ اسلام
پھیلا ہے۔ اور جس کثرت سے لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوئے ہیں
پورے اکیس برس میں نہیں ہوئے اس کا کیا جواب ہے؟
امام زہریؒ جو ایک جلیل القدر تابعی ہیں اور روایت حدیث
کے ایک بڑے ستون ہیں، اور جن سے سینکڑوں نہیں بلکہ

ہزاروں روایات کتب صحاح وسنن میں مروی ہیں، انہوں نے یہ بات کہی ہے اس دو برس کے اندر جتنے لوگ مسلمان ہوتے وہ اکیس برس کے اندر نہیں ہوئے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے بعد کفار عرب کو اور خاص طور سے کفار کو مدینہ طیبہ کے مسلمانوں سے، اپنے مہاجر بھائیوں سے ملنے کے آزادانہ مواقع میسر آئے اس لیے کہ معاہدہ ہوگیا تھا کہ کوئی کسی پر حملہ نہیں کرسکتا، کوئی جنگی کاروائی نہیں ہوسکتی، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عزیز اپنے عزیزوں سے ملنے آئے، بھائی بھائیوں سے ملنے آئے اور قریشی ان قریشیوں سے ملنے آئے جو یہاں ہجرت کرکے آگئے تھے۔ مکہ سے شام اور شام سے مکہ آتے جاتے لوگ اپنے مہاجر بھائیوں سے ملتے تھے اور ان کے گھر مہمان ہوتے تھے، ان کو ان کی زندگی کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملتا تھا، جس کے نتیجے میں ایمان ان کے دل میں اتر جاتا تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ اسلام نے کتنا بڑا انقلاب ان کی زندگی میں برپا کردیا۔ ہمارے ان کے نسب میں کوئی فرق نہیں، ہماری ان کی زبان میں کوئی فرق نہیں، ہماری ان کی نسل میں کوئی فرق نہیں، یہ بھی اسی خاک سے پیدا ہوئے، ہم بھی اسی خاک سے پیدا ہوئے، ہم بھی عدنانی اور قحطانی ہیں اور ہم بھی قریشی، ہاشمی اور اموی ہیں، مخزومی اور تیمی ہیں، ہماری زبان بھی ایک ہے، قرآن مجید جس زبان میں نازل ہوا ہے اس کو ہم ان کے برابر سمجھتے ہیں، پھر کیا بات ہے کہ ہم جانوروں کی طرح زندگی گزار رہے ہیں، یہ فرشتوں کی زندگی گزار رہے ہیں، یہ اپنے مہمانوں کو کھلانے کے لیے اپنے بچوں کو بھوکا رکھتے ہیں، یہ مہمانوں کو اطمینان دلانے کے لیے پھونک مار کر چراغ بجھادیتے ہیں[1] یہ اپنے بچوں کے سامنے کی روٹی اٹھا کر اپنے ان بھائیوں ان پردیسی مسافروں کے سامنے رکھ دیتے ہیں، جن سے ان کا دین کا اختلاف ہے، عقیدہ کا اختلاف ہے اور جو ابھی تک ان کے مخالف اور برسرجنگ رہے۔ کیا بات ہے؟ یہ انقلاب ان میں کہاں سے آیا؟ ہمارے اور ان کے درمیان یہ زمین اور آسمان کا فرق کیسے پیدا ہوگیا؟

انسان انسان ہے، سوچنا اس کی فطرت ہے اندر سے جو سوال ابھرتے ہیں ان کے جواب دینا اس کی فطرت ہے، انسان کا ضمیر کتنا ہی سوجائے، لیکن وہ مرتا نہیں ہے، وہ جاگ اٹھتا ہے۔ ان کے دل نے ان سے سوال کیا اور جب دل سوال کرتے تو اس کا ٹالنا آسان نہیں ہوتا۔ ہم آپ سوال کریں، راستہ چلتا کوئی سوال کرے، تو اس کو دس بہانوں سے خاموش کیا جاسکتا ہے، لیکن جب دل پوچھنے لگے، جب دیکھنے والی آنکھیں پوچھنے لگیں، جب سننے والے کان پوچھنے لگیں، جب جسم کا ریشہ ریشہ سوال کرنے لگے کہ اے اللہ کے بندو! اللہ کے لیے بتاؤ کہ یہ کل مکہ سے آتے تھے، ابھی تھوڑے دن ہوئے اور تمہارے ہی بھائی بند ہیں، یہ جھوٹ نہیں بولتے، یہ دھوکہ نہیں دیتے، دوسروں کو کھلائے بغیر ان کے حلق سے نوالہ نہیں اترتا، یہ مہمانوں کا خیال اپنے بچوں سے زیادہ کرتے ہیں، ان کو دنیا کی کوئی طاقت خرید نہیں سکتی، یہ صرف ایک اللہ سے ڈرنے والے ہیں، تو ان کے دل میں ایک کھٹک پیدا ہوئی، جس نے مکہ تک ان کا ساتھ نہیں چھوڑا، وہ مکہ میں اپنے گھروں تک پہنچ گئے آرام سے لیٹ گئے لیکن وہ چبھن تھی کہ ہو رہی تھی کہ آخر کیا بات ہے؟ یہ انقلاب عظیم کہاں سے برپا ہوا؟

پھر انہوں نے خود جواب دیا کہ کوئی چیز تلاش کرنے سے بھی نہیں معلوم ہوتی، ایک ہی غذا ہم کھاتے تھے، ایک ہی طرح کا کپڑا ہم سب پہنتے تھے، آپ کو معلوم ہے کہ عرب کا لباس ایک تھا، یہ پاکستان کے سے دمشق اور ہندوستان کے سے یکساں لباس نہیں تھے۔ سارا عرب ایک طرح کا لباس پہنتا تھا، شکلیں بھی ان سب کی ایک تھیں عرب من حیث القوم داڑھی رکھتے تھے، عربوں کے نام بھی عام طور پر ایسے ہوتے تھے کہ آج بھی اگر کوئی دیکھ لے تو مسلمان سمجھا جائے گا۔ وہ چیزیں جو اسلام نے حرام کی ہیں پہلے سے ان کی فطرت سلیم ان سے اباء کرتی تھی، وہ خنزیر نہیں کھاتے تھے وہ غیر مذبوح چیزیں بھی نہیں کھاتے تھے، یہ ساری چیزیں ہمارے

---

[1] دیکھئے حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کا قصہ اور آیت "ویؤثرون علیٰ انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ" کی تفسیر

اور ان کے درمیان مشترک ہیں، پہناوا ایک، غذا ایک، زبان ایک لہجہ ایک، آب وہوا ایک، وطن ایک، قوم ایک، پھر کیا بات ہے کہ یہ فرشتے ہیں اور ہم جانور، وہاں ان کو جواب ملتا تھا کہ یہ اسلام کا کرشمہ ہے، اس سے وہ مسلمان ہوتے چلے جارہے تھے اور یہ حالت ہوگئی تھی کہ جیسے تسبیح ٹوٹ جائے تو دانے ایک کے اوپر ایک گرنا شروع ہوتے ہیں، دانوں میں بارش ہوجاتی ہے۔ اسی طرح اسلام لانے والوں کی بارش ہوئی اور اللہ تعالٰے نے وحی کے الفاظ میں اس کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے۔" یدخلون فی دین اللہ افواجا" (اسلام میں فوج در فوج داخل ہورہے ہیں)

میرے بھائیو اور بزرگو! آج کرنے کا کام یہ ہے کہ آپ پاکستان میں ایک اسلامی معاشرہ قائم کریں، جس کے دیکھنے کے بعد سیاح یا نوارد کہے کہ ہم نے ایسا اچھا، ایسا پاکیزہ معاشرہ نہیں دیکھا۔ لیکن اگر یہ نہیں ہے، اگر آپ کے اندر بھی دولت کی لائی ہوئی ساری خرابیاں موجود ہیں، آپ کے اندر بھی حق کے خلاف کہنے اور چلنے کی صلاحیت موجود ہے، آپ بھی عقیدہ پر پیسے کو ترجیح دیتے ہیں؟ آپ پیسے کو صداقت پر ترجیح دیتے ہیں؟ آپ پیسے کو انصاف پر ترجیح دیتے ہیں؟ آپ کے اندر بھی وہی نسلی تعصب، خاندانی تعصب، صوبائی تعصب اور لسانی تعصب ہے، جو دوسرے ملکوں کی مختلف قوموں، نسلوں اور مختلف زبانیں بولنے والوں میں پایا جاتا ہے تو دنیا کی کوئی قوم اور ملک جو آپ کو خرید سکتا ہے اور آپ کو اپنے اغراض کے لیے آلۂ کار بنا سکتا ہے، پاکستان کو تباہ کرنے کے لیے بھی اس کو یہاں لوگ مل جائیں گے، تو آپ یقین مانیے کہ ہم اسلام کی صداقت دنیا پر ثابت نہیں کرسکتے اور ہم اسلام کی نمائندگی کرنے کے اہل نہیں ہیں۔ ہم دنیا کو مایوس کریں گے، ان سیاحوں، مورخوں اور مبصروں کو مایوس کریں گے جو پاکستان آئیں گے وہ دیکھیں گے کہ یہاں وہ سب کچھ ہورہا ہے جو کسی غیر اسلامی ملک میں ہوتا ہے، بلکہ بعض ترقی یافتہ اور آزاد ملکوں کا سیاسی شعور اور شہری ذمہ داری بہت سی پستیوں، بہت سی بدعنوانیوں سے ان کو روکتا ہے یہاں وہ بھی نہیں ہے۔ یہ معیاری زندگی اور آئیڈیل معاشرہ جب تک آپ دنیا کے سامنے پیش نہ کریں گے آپ ان قربانیوں کی قیمت ادا نہیں کرسکیں گے جو اس ملک کے قیام کے سلسلہ میں دی گئی ہیں اور وہ قربانیاں نہ صرف آپ نے دی ہیں بلکہ انہوں نے بھی دی ہیں جنہوں نے ان قربانیوں سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھایا جن کے حصہ میں صرف قربانیاں آئیں آپ کے حصہ میں قربانیاں بھی آئیں قربانیوں کے انعامات بھی آئے۔

اس وقت اسلام کی سب سے بڑی خدمت اور دنیا کی سب سے بڑی دولت اسلامی معاشرہ ہے اور ایک پورے ملک کی سطح پر، افراد کی سطح پر نہیں، گھروں کی سطح پر نہیں، مساجد کی سطح پر نہیں بلکہ بازاروں کی سطح پر اور بین الاقوامی مجمعوں کی سطح پر۔ ایک خطۂ ارضی تو کم از کم ایسا ہو جہاں پر اسلام کی صحیح زندگی آنکھوں سے دیکھی جاسکے۔ اس کو چھوا جاسکے، مس کیا جاسکے، تخیل سے نہیں، ذکاوت سے نہیں، خیال آرائی سے نہیں، ہاتھوں سے مس کیا جاسکے، میں کپڑے کو چھوتا ہوں مجھے اس کی نرمی محسوس ہوتی ہے، میں جسم کو چھوتا ہوں مجھے اس کی گرمی محسوس ہوتی ہے اسی طرح اسلامی زندگی مس کی جاسکے اس کی نرمی اور گرمی، اس کا گداز، اس کا سوز و ساز محسوس کیا جاسکے، قلب، شہادت دے آنکھ اور کان اس کی شہادت دیں۔ وہ شہادت جو کوئی نہ جھٹلا سکے۔

یہی ہے جس کو اللہ تعالٰے فرماتا ہے" وکذلک جعلنٰکم امۃ وسطاً لتکونوا شہداء علی الناس" اور اسی طرح سے اللہ نے تم کو پیدا کیا ہے ایک متوازن اور معتدل امت تاکہ تم دنیا کے انسانوں پر گواہ ہو۔ آپ" شہداء علی الارض" بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ آپ اپنے گھر تعمیر کرنے کے لیے، اپنی دکانیں اپنی تجارتیں کامیاب کرنے کے لیے، اپنی نسل آگے بڑھانے کے لیے نہیں پیدا کیے گئے، آپ شہداء علی الناس ہیں۔ "ویکون الرسول علیکم شہیدا" اور اس کا معیار اور اس کی جانچ کیا ہے؟ حیات طیبہ مبارکہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے اوپر شہادت کا جو فرض انجام دیا اور وہ جس درجہ کے آپ پر شاہد تھے اس کے شایان شان آپ اقوام کے سامنے شہادت دیں۔

قسط ۳

تحریر جناب سمیع اللہ صاحب اسلام آباد

نفاذ اسلام اور اصلاح معاشرہ کے بنیادی تقاضوں کے بارے میں چند تجاویز

خدمت خلق عاملین حکومت کا نصب العین ہونا چاہیے

اسلام کا ہم پر یہ بڑا احسان ہے کہ وہ ہمارے تمام کاموں کو عبادات بنانا چاہتا ہے۔ اسلام سے متعلق یہ سمجھنا کہ صرف مسجد میں محدود ہے صحیح نہیں۔ جس طرح مسجد میں نماز پڑھنا عبادت ہے اسی طرح دفتر میں خلوص نیت سے حکومت کے کسی کام کو انجام دینا بھی عبادت ہے۔ ایک مسلمان اسلامی حکومت کا عامل ہو کر اپنی دیانت اور امانت کو قائم رکھ کر ہر وقت عبادت میں رہ سکتا ہے۔ بشرطیکہ اس کی نیت میں اخلاص ہو۔

قرآنی آیت واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل کے تحت رئیس حکومت اور وزراء سے لے کر کلرک اور سپاہیوں تک ہر ایک کو اپنے اپنے دائرہ میں انصاف پر کاربند ہونا چاہیے۔ اور یہ نہ سمجھا جائے کہ انصاف صرف حاکموں ججوں، مجسٹریٹوں کو کرنا چاہیے۔ بلکہ ہر ملازم حکومت کو اپنے دائرہ میں انصاف کا پابند ہونا چاہیے۔ اس سے حکومت کی نیک نامی بلکہ قیام و بقا منحصر ہے۔ دولت مندوں کی دولت مندی، طاقت والوں کی طاقت کوئی چیز اسلامی حکومت کے عاملین کو انصاف کی حد سے باہر نہ لائے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کی پہلی تقریر میں فرمایا تھا کہ "تم میں سے قوی میرے نزدیک ضعیف ہے جب تک اس سے حق نہ لے لیا جائے۔ اور تم میں سے ضعیف میرے نزدیک قوی ہے جب تک اس کا حق اس کو نہ دلایا جائے۔"

ملازمین حکومت کو یہ بات باور کرنے کی ضرورت ہے کہ راحت، کثرت آمدنی میں نہیں بلکہ قناعت اور قلت مصارف میں ہے۔ تنخواہ کی ترقی عموماً اضافہ مصارف کی موجب ہوتی ہے۔ اہل وعیال کی بجائے یہ روپیہ فیشن پرستی پر خرچ ہو جاتا ہے اس لیے آمدنی میں اضافہ، کار کے حصول کو ٹھی کی تعمیر وغیرہ کو تسکین و راحت کا معیار ہرگز قرار نہیں دیا جاسکتا تسکین و راحت اور اطمینان کی اصل اور بنیادی چیزیں صحیح نیت، دیانت اور عبادت سمجھ کر کام انجام دینا ہے۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے۔

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب پر عمل ہمارے حقیقی راحت کا ضامن ہے۔

دوسرے مذاہب کے برعکس اسلام میں عبادت صرف نماز، روزہ ہی نہیں بلکہ اللہ ہی کی رضا جوئی کے لیے جملہ خدمات کو انجام دینا عبادت ہے۔ اسلام تو مسلمانوں کو ہر وقت عبادت کے اندر ہی رکھنا چاہتا ہے۔ اس دین سے زیادہ محبوب و محترم کون سا دین ہو سکتا ہے۔ جو اپنے پیروں کی پوری زندگی کو عبادت گزار زندگی بنانا چاہتا ہو۔ اور اپنے پاس ان کی زندگی کے سارے مسائل کے لیے کامل

بدیت ۔ وحشی رکھتا ہو۔ عمال حکومت کا فرض ہے کہ وہ اپنے کردار ، اخلاق احساس ذمہ داری دیانت اور خدمت کے جذبہ کے ساتھ اس ملک کو اسلام کا مضبوط ترین قلعہ بنا دیں ۔ تاکہ یہاں سے دین کی شعائیں اور حکام اور عمال کے نیک کردار اور حسن اخلاق کے اثرات قرب و جوار کے ممالک میں انسانیت کی بھلائی کے لیے پھیل جائیں۔

عوام کا یہ مطالبہ جائز ہے کہ عاملین حکومت کے اندر عوام کی خدمت کے جذبہ کو ابھارنے کے لیے عملی اقدامات کیے جائیں ۔ جیسے کھانا کے لئے سادہ غذائیں' پہننے کے لیے سادہ لباس ، رہنے کے لیے مختصر مکان ، سواری کے لیے سائیکل' بس کا استعمال اور بچوں کی تعلیم کے لیے عام سکولوں پر انحصار وغیرہ ۔ ان امور کے لیے قناعت (سادگی) کا اپنانا جو اسلامی شعائر میں داخل ہے ۔بہت ضروری ہے ورنہ نفاذِ اسلام کا کام بُری طرح متاثر ہوگا۔

چادر اور چار دیواری کے تحفظ کیلئے قانون سازی کی ضرورت

یہ بات روزمرہ مشاہدے کی ہے کہ بازاروں ،یونیورسٹی دفاتر ، تقریبات اور ٹی ۔وی پر اکثر اوقات عورتیں جس طرح جسمانی آرائش کے لیے آتی ہیں۔ وہ افسوسناک ہے ۔ جب نوجوان نسل کے سامنے ۔یہ غیر اسلامی مناظر آتے ہیں تو ان کے اندر ایک ہیجانی کیفیت کا پیدا ہونا ایک قدرتی امر ہے۔ان حالات میں وہ اسلام سے قریب ہونے کی بجائے دور ہی ہوں گے ۔

ہر دردمند مسلمان یہ محسوس کرتا ہے کہ جب تک مخلوط تعلیم ختم نہیں ہوگی ۔ خواتین کے پردے اور تعلیم کا انتظام نہیں ہوگا ۔ عریانی اور فحاشی کی وبا کا خاتمہ نہیں کیا جائے گا ۔ راگ و رنگ محفلوں کو ختم نہیں کیا جائے گا ۔تب تک معاشرہ درست نہیں ہوگا۔

لہذا حکومت سے مطالبہ کیا جاتا ہے۔ کہ اختلاط کے رجحان کو روکنے کے لیے پردہ کے سخت احکام جاری کیے جائیں ۔ اور جتنی جلدی ہو سکے یہ قانون نافذ کیا جائے کہ ہر عورت بغیر بڑی چادر اوڑھے گھر سے قدم نہ نکالے منہ بر نقاب ہو ۔ جس طرح عرب اور ایران میں سختی کی جاتی ہے اس طرح پاکستان میں بھی ہونی چاہیے ۔ جلوس نکلیں ، حکومت کے خلاف نعرے لگیں ۔ حکومت ثابت قدم رہے گی تو یہ قانون نافذ کرنا دشوار نہیں ۔ ویسے بھی اسلام میں اس قسم کی سختی جائز ہے ۔

ارباب اقتدار کو توجہ شرعی حجاب کی طرف مبذول کراتا

اس وجہ سے بھی ضروری ہے کہ اسلامی مملکت کی ذمہ داری زکوٰۃ وعشر کا نظام قائم کرنے کے ساتھ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی بھی ہوتی ہے تاکہ بروقت مداخلت وکاروائی کرکے ایسے مظاہر ، سرگرمیوں اور تقریبات کو قانوناً رکوایا جاسکے ۔جو اسلامی احکامات کے منافی اور اخلاق کو بگاڑنے والی ہوں ۔

ناچ گانے کے کاروبار کو کالعدم قرار دیا جائے

بادشاہی مسجد کے عقب میں رسوائے زمانہ بازار حسن واقع ہے ۔سابق حکومت کے دور میں ۔یہاں پر "عصمت فروشی" کا کاروبار ہوا کرتا تھا۔ روزنامہ "جنگ" لاہور (۷ نومبر ۱۹۸۳ء) کے مطابق یہ کاروبار کروڑوں اور اربوں روپوں کے گرد گھومتا تھا۔ موجودہ حکومت کے قیام کے بعد سے یہ کاروبار تقریباً ختم ہوچکا ہے ۔

اب حکومت پنجاب کے حکم کے مطابق ۔یہاں "۱۱ بجے" سے لیکر ایک بجے تک تک ناچ گانے کی محفلیں آراستہ ہوتی ہیں جس میں بڑے بڑے سرمایہ دار' جاگیردار ، راشی ، سمگلروں اور دیگر ناجائز ذرائع سے دولت حاصل کرنے والے لوگ شرکت کرتے ہیں۔ اور لاکھوں کروڑوں روپے ناچ گانے کی محفلوں میں لٹا دیے جاتے ہیں ۔

ایسا ہی کھلی بے حیائی کا کاروبار کراچی ،ملتان ، حیدرآباد اور دیگر بڑے بڑے شہروں میں جاری ہے ۔کیونکہ ناچ گانے والیوں پر کوئی قانونی پابندی نہیں اور انہیں باقاعدہ لائسنس ملے ہوتے ہیں اور وہ اپنی حاصل کردہ آمدن پر حکومت کو انکم ٹیکس ادا کرتی ہیں ۔

عورتوں کا گھنگرو پہن کر ناچنا اور مردوں کا تماش بین کی حیثیت سے لطف اندوز ہونا سراسر ایک غیر اسلامی وغیر اخلاقی

فعل ہے۔ پاکستان اسلامی مملکت بننے کی طرف گامزن ہے یہاں پر کوئی بھی غیر اسلامی فعل سرکاری سرپرستی میں نہیں ہونا چاہیے۔ لہذا ہم حکومت سے پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ ناچ گانے کے اس کاروبار کو فوراً کالعدم قرار دے کیونکہ ایک اسلامی معاشرے میں کھلے بندوں فحاشی کا ارتکاب کسی صورت میں بھی برداشت نہیں کیا جا سکتا۔

وی سی آر کی درآمد پر فوری پابندی اور ملک میں موجود تمام

قانونی اور غیر قانونی وی سی آر سرکاری تحویل میں لیے جائیں

بعض عناصر چاہتے ہیں کہ بے حیائی پھیلا کر پاکستان کے معاشرے کو تباہ کیا جائے۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ وی سی آر کی وبا ملک میں عام ہو گئی ہے۔ اور نوجوان اس کے ذریعہ غیر ملکی فلمیں اور بلیو پرنٹ دیکھ کر بے راہ روی کا شکار ہو رہے ہیں اور اسی وجہ سے آئے دن سنگین جرائم میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اور پورے معاشرے میں بڑھتا ہوا اختلاط مرد و زن، اسلامی اقدار کی پامالی کا سبب ہو رہا ہے اور اسلامی تعلیمات سے سرکشی تو تشویش ناک حد تک بڑھ رہی ہے۔ فحاشی پھیلانے میں یہ وی سی آر بنیادی کردار ادا کر رہا ہے۔

لہذا مطالبہ کیا جاتا ہے کہ فحاشی عریانی اور بے حیائی کے اس بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کے لیے وی سی آر کی درآمد پر فوری پابندی لگائی جائے اور ملک میں موجودہ تمام قانونی وغیر قانونی وی سی آر کو سرکاری تحویل میں لے لیا جائے ہماری نظر میں جب تک معاشرتی خرابیوں کی جڑوں کو کاٹنے کے لیے حکومت انقلابی اقدامات نہیں کرے گی۔ اس کے زبانی دعوے معاشرے کو اسلامی نہیں بنا سکیں گے

کسے معلوم نہیں کہ گانا اور جوا اسلام میں حرام گانا ناچنا صرف ہندو مت کا دھرم ہے۔ لیکن اسلام میں تو یہ حرام ہے۔ شہروں میں آئے دن نئے نئے میوزک سینٹر اور وی سی آر کی دکانیں کھل رہی ہیں۔ صبح کے وقت قرآن پاک بڑی خوش الحانی سے ان سینٹروں سے سنایا

جاتا ہے۔ کہ روح وجد میں آجاتی ہے۔ لیکن تھوڑی دیر بعد ہی نہایت فحش، بے ہودہ گانے پورے زور و شور سے فضا میں بکھیرے جاتے ہیں۔ راستہ چلتے ہوئے ماں بیٹی، باپ بیٹا، بہن بھائی، مرد و زن کو اس قدر پریشانی اور کوفت ہوتی ہے کہ اللہ کی پناہ! اس گناہ عظیم کو آخر روکے گا کون؟ یہ کس کی ذمہ داری ہے؟ اس قوم کو کس طرف دھکیلا جا رہا ہے۔ اس کا منہ قبلے سے ہٹا کر بت خانہ کی طرف کون کر رہا ہے؟ یہ حلال و حرام کی تمیز کون ختم کر رہا ہے؟ اے وقت کے حاکمو! اللہ سے ڈرو عوام کو بے عزت اور بے حیا نہ بناؤ! کل اللہ کو کیا جواب دو گے۔

ڈاگ شو کی ممانعت کی جائے

ایک اسلامی مملکت میں ڈاگ شو کا کیا جواز ہے؟ اور وزرائے کرام کی سرپرستی میں کتوں کے مقابلہ حسن میں تقسیم انعامات اور بھی ناقابل فہم ہے۔ ہمارے پڑوسی ملک چین میں کتوں کو ختم کرنے کی مہم کامیابی کے ساتھ جاری ہے اور اخباری اطلاعات کے مطابق دارالحکومت پیکنگ سے کتوں کا صفایا کر دیا گیا ہے۔ جب کہ ہمارے ہاں کتوں کی شوقیہ پرورش کو اہمیت دی جا رہی ہے۔ حدیث نبوی ہے کہ "فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا اور تصویریں ہوں" (بخاری و مسلم)

لہذا حکومت سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ اسلامی تعلیمات کے تقاضوں کے مطابق خلاف شرع کرتوتوں کو بہ شمولیت کتوں کے مقابلہ حسن ایسی خرافات کو بند کرایا جائے۔ اصلاح معاشرہ کے نقطہ نظر سے ضروری ہے کہ (نواہی) منکرات پر پابندیاں قانوناً اور عملاً لگائی جائیں۔ تاکہ اسلامی ماحول پیدا ہو سکے۔

ریڈیو اور ٹی وی پر کھیلوں کی نمائش اور خواتین کے کھیلوں

کی نمائش و نشریہ کو بند کیا جائے

کچھ عرصہ سے ہمارے ملک میں کھیلوں کو انتہائی مبالغہ آمیز اہمیت دی جا رہی ہے۔ جو زندگی کے عملی تخلیق سے کوئی تعلق نہیں رکھتیں۔ بلاشبہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم "

"العلم علمان علم الادیان وعلم الابدان" کے پیش نظر جسمانی ورزش کی اجازت دی جاسکتی ہے اور اگر مقصد جہاد کی تیاری ہو تو یہ چیز مفید بھی ثابت ہوسکتی ہے۔ لیکن امت مسلمہ کو جہاد کے لیے تیار کرنے کی نیت کے بغیر جسمانی کھیلوں میں حصہ لینا محض لہو ولعب میں مشغول ہونا ہے۔

علاوہ ازیں ہر مہینے مسلسل کئی کئی دن تک ریڈیو اور ٹیلی وژن سے کھیلوں کے بارے میں جو پروگرام نشر کیے جاتے ہیں۔ ان سے پاکستانی قوم کا جس میں نوجوان اور بوڑھے سبھی شامل ہیں' انتہائی قیمتی وقت ضائع ہوتا ہے۔ جو معاشی، تعلیمی اور معاشرتی کئی لحاظ سے بڑے گھاٹے کا سودا ہے۔ یہاں تک اکثر اوقات نماز کی ادائیگی میں یا لاتاخیر ہوجاتی ہے یا اسے سرے سے ترک کردیا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ صورت حال شرعی احکامات و تعلیمات کے منافی ہے۔

لہذا حکومت سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ وہ ٹیلی وژن سے کھیلوں کی نمائش اور ریڈیو سے نشریہ ممنوع قرار دے کر ان کے مظاہرے سٹیڈیموں (STADIUMS) تک محدود کردے۔ خواتین ہاکی اور اسی طرح خواتین کے دیگر کھیلوں کی نمائش مردوں کے لیے ممنوع ہونی چاہیے۔ قوم کی بہو بیٹیوں کو کسی طرح بھی غیر محرم مردوں کے سامنے پیش نہیں کیا جاسکتا چاہے وہ کھیل کی صورت میں ہوں یا فوجی پریڈ کی صورت میں' ہر حالت میں اسلامی شعائر کی حفاظت اور اسلامی احکامات کی پابندی ہم پر لازم ہے۔

ہمارا خیال ہے کہ موجودہ دور میں محمد شاہ کو "رنگیلے" جیسے الزام سے بری کردینا چاہیے۔ اس لیے کہ ہماری تو پوری قوم ہی رنگیلی ہوگئی ہے۔ صبح ہوتے ہی گانے شروع ہوجاتے ہیں۔ ریڈیو آن کرو کرکٹ، ٹی وی دیکھو کھولو کرکٹ، گھر سے باہر ہر گلی کوچہ میں کرکٹ، ڈاکٹر کے ہاں جاؤ تو وہاں بھی ڈاکٹر، ان کی نرس اور کمپونڈر سبھی کرکٹ میں مست نظر آتے ہیں۔ حتیٰ کہ دفاتر میں بھی شائقین حضرات ٹرانسسٹر (TRANSISTOR) سیٹ ساتھ رکھتے ہیں۔ اور یہ کرکٹ ٹورنامنٹ ہے کہ شیطان کی آنت کی طرح کبھی ختم نہیں ہوتا۔ جمعہ، جمعۃ الوداع، عیدالفطر، عید قربان جیسے شعائر اسلام اور مقدس دنوں میں کھیلا جاتا ہے۔ غیر مسلم قومیں ہم پر ہنستی ہیں کہ یہ کیسے مسلمان ہیں۔ کسی نے سچ کہا کہ حکومت کرکٹ کی سرپرستی اس لیے کررہی ہے تاکہ عوام کی توجہ مہنگائی، جرائم رشوت، بدانتظامی اور بے انصافی وغیرہ سے ہٹ جائے اور وہ صبح شام اسی لگن میں مگن رہے کہ کس نے کتنے رن بنائے ہیں۔

وی سی آر اور انگلش فلمیں رہی سہی کسر بھی پوری کردیتی ہیں۔ جب کہ اخبارات فلمی اشتہارات، مار دھاڑ، قتل، اغوا اور ڈاکہ زنی کی خبروں سے بھرے ہوتے ہیں ٹریفک پولیس کی چشم پوشی یا دانستہ درگزر کی وجہ سے صورتحال اتنی سنگین ہوگئی ہے کہ کوئی شریف آدمی اپنی بیوی و بچوں کے ساتھ بسوں، ویگنوں میں سفر نہیں کرسکتا۔ ادھر خواتین اور بچے سیٹوں پر بیٹھتے ہیں اور ادھر قابل اعتراض گانے کا ریکارڈ بجنا شروع ہوجاتا ہے۔ کئی بار ایسا ہوا کہ ڈرائیور یا کنڈیکٹر سے باادب گزارش کی گئی کہ گانا بند کرو۔ یہ قانون کی خلاف ورزی ہے تو تضحیک آمیز جواب دیا جاتا ہے یااللہ یہ قوم کہاں جارہی ہے۔ اس کا کیا بنے گا؟ تو ہی اس کے حال پر رحم فرما، تو رحیم وکریم ہے۔ ویسے ہمارے اعمال تو اس قابل نہیں کہ ہم پر رحم کیا جائے۔

بیوٹی پارلرز کو ممنوع قرار دیا جائے

مشاہدات سے ثابت ہوا ہے کہ معاشرے کے بگڑتے ہوئے حالات کی ذمہ داری ان لوگوں پر عائد ہوتی ہے جو ہوس زر کا شکار ہیں۔ اس میں ایک اور بیماری ہے جس کا نام "حرص" ہے۔ یہ بیماری نسبتاً مردوں کے مقابلہ عورتوں میں اور بالخصوص مغرب زدہ خواتین میں زیادہ پائی جاتی ہے جو کسی تقریب میں شریک ہونے کے لیے جاتی ہیں تو اپنے آرائش رُخ اور آرائش گیسو کے لیے بیوٹی پارلرز پر دل کھول کر روپیہ خرچ کرتی ہیں۔

دولت کے اس ضیاع کو روکنے کے لیے اور چادر اور چار دیواری کے تحفظ کے لیے مسلمانان پاکستان ملک میں

باقی صفحہ ۱۲ پر

تار کا پتہ
شاہین کراچی

ٹیلیکس
۲۷۱۹

پاک شاہین کنٹینر سروس لمیٹڈ

الحمد للہ پاکستان میں یہ پہلا کنٹینر ٹرمینل ہے جو نجی کاروباری شعبے میں قائم ہوا ہے ملک کی درآمدات وبرآمدات نہایت عمدہ کارکردگی کے ساتھ بذریعہ کنٹینر حمل ونقل ہوتے ہیں، جہازراں کمپنیاں اور تاجر ہماری خدمات حاصل کریں۔ کسٹم اور کراچی پورٹ ٹرسٹ کی تمام سہولتیں حاصل ہیں

فون : ۲۷۱۸۴۲، ۲۷۱۸۹۴، ۲۷۱۸۴۰

پاک شاہین کنٹینر سروس لمیٹڈ

پلاٹ نمبر ۲۴/۲۷ ٹمبر پونڈ کیماڑی کراچی

ماریشش کے مولانا اسماعیل بڑا صاحب انتقال کر گئے

ری یونین سے مولانا رشید احمد بزرگ کے خط کے ذریعہ ہمیں یہ معلوم ہوا کہ ماریشش کی عظیم شخصیت ممتاز عالم دین حضرت مولانا اسماعیل بڑا صاحب کا انتقال ہوگیا ہے ۔

مولانا مرحوم سے پہلی اور آخری ملاقات ماریشش جنوری ۱۹۸۵ء میں ہوئی تھی جب ہیں اور مولانا منظور احمد الحسینی جنوبی افریقہ سے ماریشش پہنچے تو مولانا مرحوم ہمارے استقبال کے لیے خود ماریشش کے ایئر پورٹ پر تشریف لائے تھے ۔ ماریشش میں ہمارا قیام آٹھ دن رہا ۔ مولانا مرحوم ہمارے پروگرام میں گہری دلچسپی لیتے تھے ، بڑے خوش مزاج ملنسار تھے ۔ علماء کی خدمت کرنا ان کی طبیعت ثانیہ تھی ۔ پاک بھارت سے آنے والے تمام علماء ان کے گھر ضرور جاتے ۔ اگرچہ عمر ان کی اتنی زیادہ نہیں تھی لیکن موت کا ایک وقت مقرر ہے ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے ۔ جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے ۔ ہم تمام کارکنان ختم نبوت مولانا مرحوم کے جملہ خاندان کے غم میں برابر کے شریک ہیں ۔

عبدالرحمان یعقوب باوا
ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی

WEEKLY Khatme-Nubbuwat KARACHI
Registered S. No. 3220

نزہت و نُور

روضۂ شاہ دوسرا تیری فضا کے سامنے
نزہت باغ خلد کیا کہہ دوں خدا کے سامنے

پھر مری التجا ہے یہ بادِ صبا کے سامنے
میرا سلام پیش کر شاہِ ہدا کے سامنے

وجد میں کائناتِ دل، صلِ علیٰ زبان پر
کیا مجھے یاد آگیا غارِ حرا کے سامنے

منظرِ دل نواز وہ عشرت صبحِ عید کا
موج تھی بحرِ نور کی شب کو منا کے سامنے

اُف یہ غلافِ کعبہ کی شوق نواز جنبشیں
دیکھنا میرا بار بار آنکھ اٹھا کے سامنے

ہے وہی منظرِ جمیل میری نگاہ شوق میں
جیسے کھڑا ہوا ہوں کوہ صفا کے سامنے

کیا ہے سکوں نوازِ دل قربت ملتزم شریف
جیسے دعائیں مانگ لیں ہمنے خدا کے سامنے

دیکھئے کب نصیب ہو، دید بہار در بہار
ہائے وہ جنت نظر، باغِ قبا کے سامنے

اے میری بے خودی شوق کیا تجھے ماسوائے کام
کوئی بھی ذکر ذکر ہے، ذکر خدا کے سامنے

آنکھ ادب سے بند ہے دل کو مگر یقین ہے
جیسے وہ خود ہی آ گئے پردہ اٹھا کے سامنے

حمید صدیقی لکھنوی